# طلاق کے احکام

( ۳ )

عمر احمد عثمانی

اس مضمون کی پچھلی قسطوں میں قرآن کریم کی تصریحات کو سامنے رکھتے ہوئے ہم نے یہ سمجھنے کی کوشش کی تھی کہ طلاق کے سلسلہ میں قرآن کریم کا موقف اور منشاء کیا ہے ۔ چنانچہ بتایا گیا تھا کہ قرآن کریم کے اپنے الفاظ کا تقاضا یہ ہرگز نہیں ہے کہ بیک وقت یا مختصر سے وقفوں کے ساتھ ( ہر طہر میں ایک ایک کر کے ) کئی کئی طلاقیں دے دی جائیں بلکہ قرآن کریم کا منشاء یہی ہے ( جیسا کہ خود امام ابوبکر جصاص رازی حنفی نے بھی تسلیم فرمایا ہے کہ طلاق زیادہ سے زیادہ مختلف اوقات میں طویل وقفوں کے ساتھ تین مرتبہ کر کے دی جا سکتی ہے ۔ اور ہر مرتبہ طلاق ایک عدت کے شروع میں دی جانی چاہئے۔ پہلی طلاق کے بعد دوسری اور تیسری مرتبہ کی طلاقیں اسی وقت دی جاسکتی ہیں جبکہ آدمی طلاق سے رجوع کرچکا ہو۔ کیونکہ پہلی مرتبہ اور دوسری مرتبہ کی طلاقوں میں شوہر کو رجوع کرلینے یا طرفین کی باہمی رضامندی سے تجدید نکاح کرلینے کا اختیار ہوتا ہے۔ البتہ اگر تیسری مرتبہ طلاق دے دی جائے۔ یعنی شوہر دو مرتبہ طلاق دینے کے بعد رجوع کر چکا تھا اور اس نے دونوں مرتبہ رجوع کرنے کے بعد بیوی کے ساتھ نباہ کرنے کی کوشش کی ۔ لیکن دونوں مرتبہ ناکامی ہوئی اور بالاخر اب وہ تیسری مرتبہ پھر اس نتیجہ پر پہنچا کہ اس بیوی کے ساتھ نباہ کر سکنے کا کوئی امکان نہیں ہے ۔ لہذا اب وہ تیسری مرتبہ پھر طلاق دے دیتا ہے، تو اب یہ بیوی اس کیلئے حرام ہو گئی ۔ وہ نہ اب اس سے رجوع کر سکتا ہے اور نہ ہی تجدید نکاح کر سکتا ہے ۔ امام رازی کے بیانات کی روشنی میں ہم نے بتایا تھا کہ قرآن کریم کی ھدایات سے امام اعظم ابوحنیفہ، امام مالک ، امام اوزاعی اور دیگر بہت سے اکابرین ملت

اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے ایسا ہی سمجھا ہے ۔ بلکہ ہر وہ شخص جو خالی الذہن ہو کر قرآن کریم کی ہدایت پر غور کریگا وہ ایسا ہی سمجھنے پر مجبور ہے ۔

اس کے بعد ہم نے تفصیل کے ساتھ بتایا تھا کہ جو حضرات بیک وقت تین طلاقیں دینے کو جائز اور نافذ سمجھتے ہیں ، مثلاً امام شافعی رح اور جو حضرات مختصر وقفوں کے ساتھ ( یعنی ہر طہر میں ایک طلاق کر کے ) تین طلاقیں دے دینے کو طلاق مسنون سمجھتے ہیں۔ مثلاً امام سفیان ثوری رح وغیرہ ان کا مسلک قرآن کریم کے خلاف ہے ۔ پھر بتایا گیا تھا کہ جو حضرات فقہائے کرام بیک وقت دی ہوئی تین طلاقوں کو حرام ، ناجائز اور ممنوع تسلیم کرنے کے باوجود انہیں پھر جائز اور نافذ بھی مان لیتے ہیں ان کا مسلک بھی قرآن کریم کی رو سے انتہائی کمزور ہے ۔

اب احادیث نبوی کی رو سے' جو فقہ اسلامی کا دوسرا اہم اور بنیادی ماخذ ہے' اس مسئلہ کو سمجھنے کی کوشش کی جائیگی کہ اگر ایسی کوئی صورت حضور اکرم صلی اللہ علیہ و سلم کے عہد مبارک میں پیش آئی تھی تو آپ نے اس کے متعلق کیا فیصلہ فرمایا تھا -

—•—

ہمیں اس سلسلہ میں چار احادیث کا سراغ ملتا ہے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص بیک وقت یا مختصر وقفوں کے ساتھ تین طلاقیں دے دے تو اگرچہ وہ ( یعنی بیک وقت دی ہوئی طلاقیں ) شرعاً انتہائی ناپسندیدہ اور حرام ہیں مگر نافذ ہوجاتی ہیں۔ اور بیوی اپنے شوہر پر مطلقاً حرام ہوجاتی ہے ۔ یعنی شوہر نہ اس سے رجوع کرسکتا ہے اور نہ تجدید نکاح کرسکتا ہے ۔ البتہ کسی اور مرد سے شادی کرلینے کے بعد اگر دوسرے شوہر سے بھی اسے طلاق ہو جائے یا شوہر کا انتقال ہوجائے تو اس کے بعد وہ پہلے شوہر کیطرف دوبارہ لوٹ سکتی ہے -

اس سلسلے میں سے پہلی حدیث جو پیش کی جاتی ہے وہ حضرت عبادہ ابن الصامت رضی اللہ عنہ کی ہے ۔ حدیث یہ ہے ۔

اس روایت کو عبدالرزاق نے اپنی ''مصنف'' میں یحیی ابن العلاء سے نقل کیا ہے انہوں نے عبداللہ ابن الولید وصافی سے ، انہوں نے ابراهیم ابن عبیداللہ ابن عبادۃ ابن الصامت سے ، انہوں نے داؤد سے ، انہوں نے حضرت عبادہ ابن الصامت

رضی اللہ عنہ سے ' کہ میرے دادا نے اپنی بیوی کو ایک ہزار طلاقیں دیدی تھیں - اس کے بعد وہ رسول‌اللہ صلےاللہ علیہ و سلم کی خدمت میں حاضر ہو ئے اور اس واقعہ کا آپ صہ سے ذکر کیا ، تو نبی اکرم صلے اللہ علیہ و سلم نے ارشاد فرمایا کہ تیرا دادا ، خدا سے نہیں ڈرا ، تین طلاقوں کا تو اس کو حق تھا - رہ‌گئیں نو سو ستانوے (۹۹۷) طلاقیں تو وہ زیادتی اور ظلم ہیں - خدا چاہے تو اس پر اسے عذاب دیدے اور چاہے تو بخشدے" - دوسری روایت میں الفاظ یوں ہیں کہ " تیرا باپ خدا سے نہیں ڈرا کہ وہ اس کیلئے کوئی راہ نکالدیتا - اسکی بیوی تین طلاقوں سےخلاف سنت طریقہ پر اس‌سے الگ ہوگئی اور نو سو ستانوے طلاقیں اسکی گردن پر گناہ رہ گئیں " - (۱) ( مصنف عبدالرزاق )

جیسا کہ ظاہر ہے اس روایت سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اگر کوئی شخص تین طلاقیں بیک وقت دیدےتو اگرچہ یہ خلاف سنت ہے مگر وہ واقع ہوجائینگی - کیونکہ حضور اکرم صلےاللہ علیہ و سلم ایک ہزار طلاقوں میں سے نو سو ستانوے طلاقوں کو ظلم وعدوان یا گناہ قرار دیتے ہوئے تین طلاقوں کے نافذ ہوجانے کا فیصلہ فرمایا ہے - لیکن اس روایت کے متعلق شیخ‌الاسلام محمد ابن علی شوکانی تحریر فرماتے ہیں کہ

اس حدیث کا یہ جواب دیاگیا ہے کہ اسکی سند میں یحیی ابن العلاء ضعیف راوی ہیں ، عبیداللہ ابن الولید تباہ حال راوی ہیں اور ابراہیم بن عبداللہ مجہول ہیں - تو ایک ایسی روایت جس کا راوی ضعیف ، راوی کے استاد تباہ حال اور استاذالاستاذ مجہول ہوں کس طرح دلیل بن سکتی ہے - پھر دوسری بات یہ ہے کہ عبادہ ابن الصامت کے والد نےبھی اسلام کو نہیں پایا تھا تو اس کا امکان کہاںتک ہو سکتا ہے کہ ان کے دادا نے اسلام کو پایا ہو - (۲)

اس فیصلہ کے بعد , جو فن حدیث کے ایک امام اور ماہر کا فیصلہ ہے ، ظاہر ہے کہ‌اس روایت کو استدلال میں پیش نہیں کیا جاسکتا -

(۲) اس سلسلہ میں دوسری حدیث حضرت عبداللہ ابن عمر رضی‌اللہ عنہ کے واقعہ سے تعلق رکھتی ہے - روایت یہ ہے

حسن سے روایت ہے کہ ہم سے حضرت عبداللہ ابن عمر رض نے بیان فرمایا کہ انہوں نے اپنی بیوی کو ایام کی حالت میں ایک طلاق دیدی تھی اور ان کا ارادہ یہ تھا کہ آئندہ دو ایام میں اسے دو دوسری طلاقیں اس کے بعد دے دینگے - اسکی اطلاع رسول اکرم صلے اللہ علیہ و سلم کو ہوئی تو آپ نے فرمایا : اے ابن عمر ! خدا نے تمہیں اس طرح طلاق دینے کا حکم نہیں دیا - تم نے خلاف سنت

کام کیا ۔ سنت یہ ہے کہ تم طہر کا انتظار کرو اور ہر طہر پر طلاق دو ۔ ابن عمر رضہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ و سلم نے مجھے حکم دیا چنانچہ میں نے طلاق سے رجوع کرلیا پھر فرمایا کہ جب بیوی پاک ہوجائے تو اس وقت اسے طلاق دو ، یا روک لو ۔ میں نے عرض کیا کہ اے رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم یہ تو بتائیے کہ اگر میں نے اسے تین طلاقیں دیدی ہوتیں تو کیا میرے لئے رجوع کرلینا جائز ہوتا ۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں ۔ وہ تم سے الگ ہو جاتی اور تمہیں گناہ ہوتا ۔ (۳)

**یہ روایت حضرت عبداللہ ابن عمر رضہ کے مشہور واقعہ سے تعلق رکھتی ہے کہ انہوں نے اپنی بیوی کو زمانہ حیض میں طلاق دے دی تھی ۔ یہ روایت صحاح ستہ کی تمام کتابوں میں موجود ہے مگر صحاح کی روایت میں اس حدیث میں یہ دونوں ٹکڑے موجود نہیں ہیں کہ — '' سنت یہ ہے کہ تم طہر کا انتظار کرو اور ہر طہر پر طلاق دو '' — اور یہ بھی کہ — میں نے عرض کیا کہ اے رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم یہ تو بتائیے کہ اگر میں نے اسے تین طلاقیں دے دی ہوتیں تو کیا میرے لئے رجوع کرلینا جائز تھا ۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں وہ تم سے الگ ہوجاتی اور تمہیں گناہ ہوتا ۔ ''** صحاح ستہ میں یہ حدیث محض ان الفاظ کے ساتھ آئی ہے ۔

ابن عمر رضہ نے اپنی بیوی کو ایام کی حالت میں طلاق دی تھی ۔ حضرت عمر رضہ نے اس کا ذکر نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے فرمادیا ۔ حضور ناراض ہوئے اور فرمایا کہ اسے اس سے رجوع کرلینا چاہئے ۔ پھر وہ اس بیوی کو رکھے ۔ حتیٰ کہ وہ پاک ہوجائے اس کے بعد ایام آکر پھر پاک ہوجائے ۔ اس کے بعد اگر وہ اسے طلاق دینا چاہے تو اس سے پہلے کہ وہ اسے ہاتھ لگائے اسے طلاق دیدے۔ یہ وہ عدت ہے جس میں طلاق دینے کا خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے ۔ '' دوسری روایتوں میں ہے کہ حضرت عبداللہ نے بیوی کو ایک طلاق دی تھی اور یہ طلاق شمار کی گئی تھی ۔ اور انہوں نے حضور کے ارشاد کے مطابق اس طلاق سے رجوع کرلیا تھا ۔ ایک روایت یہ ہے کہ آپ نے حضرت عمر رضہ سے فرمایا ۔ اسے حکم دو کہ وہ اس سے رجوع کرلے پھر وہ اسے پاک ہونے کے بعد یا حاملہ ہوجانے کے بعد طلاق دے ۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ : نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی کہ '' اے نبی! جب تم عورتوں کو طلاق دو تو انہیں عدت کے شروع میں طلاق دیا کرو ۔ '' ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ ابن عمر رضہ سے پوچھا گیا کہ کیا اس طلاق کو شمار کیا جائیگا ؟ تو آپ نے فرمایا — تو اور کیا ؟ اگر آدمی حماقت اور عجز کا مظاہرہ کرے ( تو کیا اسے معاف کردیا جائیگا ؟ ) (۴)

صحاح ستہ کی ان تمام روایات میں ان دونوں ٹکڑوں کا کوئی ذکر نہیں ہے جو دارقطنی کی روایت میں آئے ہیں اور ان دونوں ٹکڑوں کے بغیر اس حدیث سے بیک وقت دی ہوئی یا مختصر وقفوں کے ساتھ دی ہوئی تین طلاقوں کے جائز اور نافذ ہونے پر کوئی استدلال نہیں کیا جاسکتا - جہاں تک دارقطنی کی روایت کا تعلق ہے تو اس کے متعلق شیخ الاسلام محمد بن علی شوکانی رح نے تحریر فرمایا ہے کہ :

حسن رضہ کی حدیث، تو اس کی سند میں عطاء خراسانی ہیں جن کے بارے میں بڑا اختلاف ہے - ترمذی نے ان کو ثقہ کہا ہے - نسائی اور ابو حاتم نے کہا ہے کہ ان میں کوئی حرج نہیں ہے - لیکن سعید ابن المسیب نے ان کو جھوٹا کہا ہے اور بہت سے لوگوں نے انہیں ضعیف کہا ہے - امام بخاری نے کہا ہے کہ جن لوگوں سے امام مالک رح نے روایت فرمائی ہے ان میں بجز عطاء کے اور کوئی راوی ایسا نہیں ہے جو چھوڑدینے کا مستحق ہو - شعبہ نے کہا ہے کہ وہ بھلکڑ تھے - ابن حبان نے لکھا ہے کہ وہ خدا کے نیک بندوں میں سے تھے - البتہ بہت ہی وھمی اور بدحافظہ تھے - غلطیاں کرتے تھے اور انہیں پتہ بھی نہیں لگتا تھا - جب وہ غلطیاں بہت کرنے لگے تو ان کی روایات سے سند لینا باطل ہوگیا - نیز جس زیادتی سے استدلال کیا جارہا ہے یعنی ابن عمر رضہ کا یہ کہنا کہ " یہ تو بتائیے اگر میں نے اسے تین طلاقیں دیدی ہوتیں " الخ - تو یہ ایسی بات ہے جسے صرف عطاء نے بیان کیا ہے اور انہوں نے یہ اضافہ تمام حفاظ کے خلاف نقل کیا ہے - کیونکہ اصل حدیث میں سب حفاظ ان کے ساتھ شریک ہیں - لیکن وہ اس اضافہ کو بیان نہیں کرتے علاوہ ازیں اس روایت کی سند میں ایک راوی شعیب ابن زریق شامی بھی ہیں جو ضعیف ہیں - (۵)

محدثین کے اصول پر ایسی روایتوں کو منکر اور شاذ سمجھا جاتا ہے جن میں کوئی ثقہ راوی اپنے سے ثقہ ترراویوں کے خلاف یا ضعیف راوی ثقہ راویوں کے خلاف کسی اضافہ کو نقل کرتا ہو - منکر اور شاذ، دونوں ضعیف روایتوں کی اقسام ہیں - لہذا عطاء خراسانی کی یہ روایت جس میں یہ دونوں اضافے نقل ہوئے ہیں اول تو شاذ ہے لیکن اگر اسی بنا پر کہ ترمذی، نسائی اور ابوحاتم نے ان کی توثیق فرمادی ہے ان کو ثقہ تسلیم کرلیا جائے تب بھی ان کی روایت کے منکر ہونے میں تو کوئی شبہ ہی نہیں - کیونکہ انہوں نے یہ دونوں اضافے اپنے سے ثقہ تر راویوں اور حفاظ کے خلاف نقل کئے ہیں - اس لئے اس روایت کے ضعیف ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے - ایک ضعیف روایت سے ایک

ایسے موضوع پر استدلال کرنا جس کے متعلق اس کے خلاف، برعکس مضمون کی صحیح روایات موجود ہوں کسی طرح بھی درست قرار نہیں دیا جاسکتا -

اس کے بعد یہ بات بھی نظر انداز نہیں کی جاسکتی کہ اس روایت کی سند میں صرف عطاء خراسانی ہی ضعیف راوی نہیں ہیں بلکہ ان کے علاوہ شعیب ابن زریق شامی بھی موجود ہیں جو دوسرے ضعیف راوی ہیں - ایک ایسی روایت جس کی سند میں دو دو ضعیف راوی موجود ہوں کیسے قابل قبول ہوسکتی ہے؟

(۳) اس سلسلے کی تیسری روایت حضرت عویمر عجلانی کے وقعہ سے تعلق رکھتی ہے - یہ روایت مسند احمد میں ان الفاظ کے ساتھ آئی ہے-

> سہل ابن سعد سے روایت ہے کہ جب عجلانی نے اپنی بیوی سے لعان کیا تو اس نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! اگر اب میں اسی عورت کو رکھوں تو اس پر ظلم کروں گا - لہذا اسے طلاق ہے - اسے طلاق ہے - اسے طلاق ہے - (۶)

یہ روایت مسند احمد کے علاوہ صحاح کی کتابوں میں بھی موجود ہے - البتہ ترمذی نے اس کو نقل نہیں کیا ہے- صحاح کی کتابوں میں اس حدیث کے یہ الفاظ آئے ہیں -

> جب میاں بیوی، لعان کی قسموں سے فارغ ہوگئے تو عویمر عجلانی نے عرض کیا کہ اے رسول اللہ! اگر اب میں اسی بیوی کو رکھوں تو اس کے معنے یہ ہونگے کہ میں نے اس پر جھوٹی تہمت لگائی تھی - چنانچہ اس سے پہلے ہی کہ حضور ص انہیں کچھ حکم دیتے انہوں نے از خود ہی اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیدیں اور اس کے بعد لعان کرنے والوں کے لئے یہی طریقہ پڑگیا - (۷)

اس روایت سے ظاہر ہے کہ عویمر عجلانی نے جو تین طلاقیں دی تھیں وہ از خود دی تھیں، آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایسا کرنے کی کوئی ہدایت نہیں فرمائی تھی - رہ گئی یہ بات کہ آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے اس عمل پر سکوت فرمایا - لہذا یہ اسکی توثیق ہوگئی تو یہ بات قابل تسلیم نہیں ہے - علامہ شوکانی رہ اس کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ:

> جو حضرات اس کے قائل ہیں کہ تین طلاقیں دینے سے صرف ایک طلاق ہی واقع ہوتی ہے انہوں نے اس روایت کا یہ جواب دیا ہے کہ اس موقعہ پر حضور صلعم

اس لئے خاموش رہے کہ لعان شدہ عورت تو خود لعان کی بناء پر اپنے شوہر سے جدا ہوجاتی ہے - لہذا شوہر کی طرف سے جو طلاق دی گئی وہ بے محل اور بے موقعہ دیگئی - گویا کہ انہوں نے ایک اجنبی عورت کو طلاق دیدی - اس جیسی بات کا انکار کرنا ضروری نہیں تھا - لہذا ایسے موقعہ پر آپ کی خاموشی اس عمل کی توثیق اور تقریر شمار نہیں ہوسکتی - (۸)

علامہ شوکانی رح کے جواب کا حاصل یہ ہے کہ عویمر عجلانی اور ان کی بیوی نے جب لعان کی قسمیں کھالیں تو ان کی بیوی اس لعان کی بناء پر عویمر عجلانی سے الگ ہوچکی تھیں اور اب وہ ان کی بیوی نہیں رہی تھیں - انہوں نے محض اپنی جھنجھلاھٹ اور غصہ کا مظاھرہ کرتے ہوئے ایک ایسی عورت کو تین طلاقیں دیں جو اب ان سے اجنبی ھوچکی تھی - چونکہ بات محض جھنجھلاھٹ اور غصہ کے اظہار کی تھی اس لئے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے خاموشی اختیار فرمائی - اس خاموشی کو ان کے اس عمل کی توثیق نہیں سمجھنا چاھئے -

جہاں تک فقہائے حنفیہ کے مسلک کا تعلق ہے تو ان کے نزدیک اگرچہ لعان بذات خود جدائی کا باعث نہیں ھوتا - لیکن لعان کی قسمیں کھالینے کے بعد قاضی یا حاکم مسلم کو دونوں میاں بیوی کے درمیان تفریق کرادینی چاھئے- اور اس کی تفریق ایک طلاق بائن شمار ھوتی ہے - لہذا جو فقہاء خود لعان ھی کو جدائی تسلیم کرتے ھیں، ان کے نزدیک بھی بیوی لعان کے بعد جدا ھوجاتی ہے اور جو فقہاء اس کے بعد قاضی کے فیصلہ کو باعث تفریق تسلیم کرتے ھیں ، ان کے نزدیک بھی بیوی اپنے شوہر سے قاضی کے فیصلہ کے بعد جدا ھوجاتی ہے اور قاضی کا یہ فیصلہ ان کے لعان ھی کی وجہ سے صادر ھوتا ہے - لہذا اسے بھی یہی کہا جائیگا کہ دراصل لعان ھی جدائی کا باعث ھوتا ہے- اگر لعان نہ ھوتا تو ظاھر ہے کہ قاضی یا حاکم مسلم ان دونوں کے درمیان تفریق کا فیصلہ بھی نہ کرتا - لہذا نتیجہ کے اعتبار سے دونوں صورتوں میں کوئی خاص فرق نہیں ہے البتہ فقہائے حنفیہ کا مسلک زیادہ احتیاط پر مبنی ہے -

لیکن محض اتنی سی بات سے علامہ شوکانی رح کے جواب پر کوئی اثر نہیں پڑتا - لعان کے بعد ان دونوں میاں بیوی کے درمیان جدائی تو ھوئی ھی

تھی - عویمر عجلانی نے اپنی جھنجھلاہٹ اور غصہ کا مظاہرہ کرکے بیوی کو تین طلاقیں دے ڈالیں تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے اس عمل کو نظر انداز فرما کر اس پر خاموشی اختیار فرمالی - اسے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ آپ کی یہ خاموشی عویمر کے فعل کی تصریب یا توثیق تھی- لہذا اگر بیک‌وقت تین طلاقیں دیدی جائیں تو وہ جائز اور نافذ تسلیم کی جائیں - لہذا اس حدیث سے بھی اس سلسلہ میں استدلال کرنا صحیح نہیں ہے -

(۴) اس سلسلہ کی چوتھی روایت حضرت رکانہ ابن عبداللہ کے واقعہ سے تعلق رکھتی ہے - اس روایت کو بدقسمتی سے دونوں فریق اپنی اپنی دلیل میں پیش کرتے ہیں - جو حضرات تین طلاقوں کو نافذ تسلیم فرماتے ہیں وہ اس روایت کے ان الفاظ سے استدلال فرماتے ہیں جو امام شافعی رح، امام ابو داؤد رح اور امام دار قطنی رح، نے نقل فرمائے ہیں - الفاظ یہ ہیں کہ :

> حضرت رکانہ رض ابن عبداللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنی بیوی سہیمہ رض کو طلاق بتہ ( قطعی ) دیدی تھی - پھر حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع دی اور کہا کہ بخدا میرا ارادہ ایک ہی طلاق کا تھا. تو اس پر حضور ص نے فرمایا کہ کیا بخدا تمہارا ارادہ ایک ہی طلاق کا تھا ؟ رکانہ رض نے عرض کیا کہ ہاں بخدا ارادہ ایک ہی طلاق کا تھا تو حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کی بیوی کو ان کے پاس واپس فرمادیا - رکانہ رض نے انہیں ( سہیمہ رض ) کو دوسری مرتبہ طلاق حضرت عمر رض ابن الخطاب کے زمانہ میں دی اور پھر تیسری مرتبہ طلاق حضرت عثمان رض کے زمانہ میں دی - (۹)
> اس روایت کو امام شافعی، ابو داؤد اور دار قطنی نے روایت کیا ہے اور ابو داؤد نے کہا کہ یہ حدیث حسن اور صحیح ہے -

اس روایت میں جیسا کہ ظاہر ہے، یہ بیان ہوا ہے کہ حضرت رکانہ رض نے اپنی بیوی سہیمہ رض کو بتہ طلاق دیدی تھی اور حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے انہوں نے جب اس واقعہ کو بیان کیا تو قسم کھا کر یہ بیان فرمایا تھا کہ ان کی نیت ایک ہی طلاق کی تھی - '' اس پر حضور ص نے پھر قسم دیکر ان سے دریافت فرمایا کہ کیا بخدا ان کی نیت ایک ہی طلاق کی تھی ؟ اس پر حضرت رکانہ رض نے دوبارہ قسم کھا کر یہی بیان دیا کہ '' ہاں بخدا ان کی نیت ایک ہی طلاق کی تھی - '' چنانچہ اس کے بعد حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کی بیوی کو ان کے پاس واپس کردیا تھا - جو حضرات تین طلاقیں

بیک وقت دینے کو جائز اور نافذ تسلیم فرماتے ہیں ان کا ارشاد یہ ہے کہ اگر تین طلاقیں نافذ نہ ہوتیں تو حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم حضرت رکانہ رض سے قسم دیکر دوبارہ یہ دریافت نہ فرماتے کہ کیا بخدا ان کی نیت ایک ہی طلاق کی تھی؟ اس سوال کا مطلب اس کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے کہ اگر حضرت رکانہ رض کی نیت تین طلاقوں کی ہوتی تو حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم تین طلاقوں کے نافذ ہوجانے کا فیصلہ فرما دیتے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر بیک وقت تین طلاقیں دیدی جائیں تو وہ نافذ ہوجاتی ہیں ۔

اس موضوع پر سب سے زیادہ اہم حدیث ، یہی حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے. اور در حقیقت اس مسئلہ کا بڑی حد تک مدار اسی حدیث پر ہے۔ جو حضرات بیک وقت دی ہوئی تین طلاقوں کو نافذ خیال کرتے ہیں ، وہ حضرت رکانہ کی اسی حدیث سے استدلال فرماتے ہیں جس میں بتہ کے لفظ کے ساتھ طلاق دینا بیان ہوا ہے ۔ ان فقہاء نے اس بات سے یہ استدلال فرمایا ہے کہ قسم دیکر آپ کا حضرت رکانہ رض سے دریافت فرمانا کہ ” کیا بخدا ان کی نیت ایک ہی طلاق کی تھی ؟ “ اس بات کی دلیل ہے کہ اگر ان کی نیت تین طلاقیں دینے کی ہوتی تو پھر تینوں طلاقیں واقع ہوجاتیں ۔

اس روایت کے متعلق کچھ عرض کرنے سے پیشتر مناسب ہوگا کہ ہم علامہ شوکانی رح کا وہ تبصرہ ملاحظہ کرلیں جو انہوں نے اس روایت پر فرمایا ہے ۔ علامہ شوکانی رح لکھتے ہیں کہ

اس حدیث کو ترمذی نے بھی نقل کیا ہے اور ابن حبان اور حاکم نے بھی اس حدیث کو صحیح کہا ہے ۔ لیکن امام ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث محض اسی سند سے پہچانی جاتی ہے اور میں نے اس کے متعلق محمد ابن اسماعیل یعنی امام بخاری رح سے پوچھا تھا تو انہوں نے فرمایا کہ اس حدیث میں اضطراب ہے ۔ اور اسکی سند میں زبیر ابن سعید ہاشمی ہیں جسے بہت سے محدثین نے ضعیف کہا ہے ۔ کچھہ لوگوں نے ان کو متروک کہا ہے اور امام ترمذی نے امام بخاری رح سے نقل کیا ہے کہ زبیر اس حدیث میں مضطرب ہیں چنانچہ کبھی تو اس حدیث میں کہدیا جاتا ہے کہ رکانہ نے تین طلاقیں دی تھیں اور کبھی یہ کہا جاتا ہے کہ ایک طلاق دی تھی ۔ ان میں صحیح تر بات یہ ہے کہ انہوں نے طلاق بتہ دی تھی ۔ اور تین طلاقوں کا ذکر روایت بالمعنی کے طور پر ہوا ہے۔ ابن کثیر نےکہا ہے کہ لیکن ابو داؤد نے اس روایت کو ایک دوسری سند سے بھی نقل کیا

ہے نیز اس کی کچھ اور سندیں بھی ہیں لہذا یہ روایت انشاءاللہ حسن ہے۔ ابن عبدالبر نے "تمہید" میں لکھا ہے کہ محدثین نے اس حدیث پر کلام کیا ہے۔ (انتہی) یہ روایت ضعیف ہونے کے باوجود مضطرب اور معارض بھی ہے۔ اضطراب کا حال تو آپ پہلے دیکھ چکے ہیں (اور معارضہ یہ ہے کہ) امام احمد نے اس روایت کو یوں نقل کیا ہے کہ رکانہ رض نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دیدی تھیں جس پر ان کو بعد میں رنج ہوا۔ ابن اسحاق نے رکانہ رض سے یوں نقل کیا ہے کہ انہوں نے عرض کیا تھا کہ اے رسول اللہ! میں نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیدی ہیں۔ تو حضور ص نے فرمایا تھا کہ ہاں مجھے معلوم ہے۔ تم اس سے رجوع کرلو۔ اس کے بعد آپ نے (سورہ طلاق کی) یہ آیت تلاوت فرمائی کہ "اے نبی! جب تم عورتوں کو طلاق دیدیا کرو" (الآیہ) (۱۰)
اسکو ابو داؤد نے نقل کیا ہے۔

تصریحات بالا سے ظاہر ہے کہ امام ترمذی رح اور بخاری رح کے نزدیک یہ روایت مضطرب ہے۔ اس روایت کی سند میں زبیر ابن سعید ہاشمی ایک راوی ہیں جنھیں اکثر محدثین نے ضعیف اور متروک کہا ہے۔ باوجود ضعیف اور متروک ہونے کے کبھی وہ تین طلاقیں نقل کرتے ہیں اور کبھی ایک طلاق نقل کرتے ہیں کہ حضرت رکانہ رض نے طلاق بتہ دی تھی۔ اس کے بعد یہ بات بھی قابل غور ہے کہ یہ روایت محمد ابن اسحق کی روایت کے بھی معارض ہے۔ محمد ابن اسحق نے صراحت کے ساتھ تین طلاقیں ہی نقل کی ہیں اور امام احمد بن حنبل رح نے ابن اسحق کی روایت ہی کو ترجیح دی ہے۔ لہذا یہ روایت بجائے ان حضرات کی دلیل ہونے کے جو بیک وقت دی ہوئی تین طلاقوں کو نافذ مانتے ہیں، یہ روایت ان لوگوں کی دلیل بنجاتی ہے جو تین طلاقوں کو نافذ نہیں مانتے بلکہ اس کے قائل ہیں کہ اگر بیک وقت تین طلاقیں دیدی جائیں تو ایک طلاق ہی پڑتی ہے۔ کیونکہ ابن اسحق کی روایت کے مطابق رکانہ رض نے تین طلاقیں دی تھیں اور حضور ص سے انھوں نے یہی بات نقل کی تھی جس پر حضور ص نے ان سے فرمایا کہ " ہاں مجھے معلوم ہے۔ تم اس سے رجوع کرلو "۔ اس کے بعد آپ نے سورۃ طلاق کی وہی آیت تلاوت فرمائی جس پر ہم تفصیل کے ساتھ بحث کر کے بتا چکے ہیں کہ اس آیت کریم کا واضح مطلب یہی ہے کہ ایک عدت میں ایک طلاق ہی دی جاسکتی ہے۔ ایک سے زیادہ طلاقیں نہیں دی جاسکتیں۔ ابن اسحق کی روایت قرآن کریم کے منشا اور موقف کے بھی مطابق ہے اس لئے لازماً اس کو ترجیح ہونی چاہئے۔

# ضمیمه

## عربی حوالوں کے متن

۱- اخرجه عبدالرزاق فی مصنفه عن یحیی ابن‌العلاء عن عبداللہ ابن الولید الوصافی عن ابراهیم ابن عبیداللہ ابن عبادة ابن‌الصامت عن داؤد عن عبادة ابن‌الصامت قال طلق جدی امراة له الف تطلیقة فانطلق الی رسول‌اللہ صلی‌اللہ علیه و سلم فذکر ذالک له ، فقال‌النبی صلی‌اللہ علیه و سلم : ما اتقی‌اللہ جدک ، اما ثلث فله ، و اما تسعمائة و سبع و تسعون فعدوان و ظلم ، ان‌شاءاللہ عذبه و ان شاء غفر له : و فی روایة : ان اباک لم یتق‌اللہ فیجعل له مخرجا' بانت منه‌بثلث علی غیرالسنة ، و تسعمائة و سبع و تسعون اثم فی عنقه ـ (بحواله نیل الاوطار ، محمد بن علی شوکانی' مصر ۱۹۵۲ع' ج ۶ ص ۲۴۶ )

۲- واجیب بان یحیی ابن‌العلاء ضعیف و عبیداللہ ابن‌الولید هالک و ابراهیم بن عبیداللہ مجهول ، فای حجة فی ضعیف عن هالک عن مجهول ـ ثم والد عبادة ابن الصامت لم یدرک الاسلام فکیف بجده ـ ( ایضاً )

۳- عن‌الحسن قال حدثنا عبداللہ ابن عمر رض انه طلق امراته تطلیقة وهی حائض ، ثم‌اراد ان یتبعها بتطلیقتین آخرتین عندالقرأین فبلغ ذالک رسول‌اللہ صلی‌اللہ علیه و سلم فقال : یا ابن عمر ! ما هکذا امرک اللہ تعالیٰ ـ انک قد اخطات السنة ، و السنة ان تستقبل الطهر فتطلق لکل قرء ـ و قال : فامرنی رسول‌اللہ صلی‌اللہ علیه و سلم فراجعتها ثم قال: اذا هی طهرت فطلق عند ذالک او امسک ، فقلت : یا رسول‌اللہ ! ارایت لوطلقتها ثلاثا اکان یحل لی ان اراجعها ؟ قال: لا ، کانت تبین منک و تکون معصیة ـ (رواه الدار قطنی )

۴- ابن عمر ، انه طلق امراته و هی حائض فذکر ذالک عمر للنبی صلی‌اللہ علیه و سلم فتغیظ فقال لیراجعها ثم یمسکها حتی تطهر ثم تحیض فتطهر و ان بدیٰ له ان یطلقها فلیطلقهاقبل ان یمسها فتلک‌العدة کما امراللہ عز و جل ـ و من روایاته و کان عبداللہ طلقها تطلیقة فحسبت من طلاقها و راجعها کما امره صلی‌اللہ علیه و سلم ـ و منها امره فلیراجعها ثم لیطلقها طاهرا او حاملا ـ و منها و قرء النبی صلی‌اللہ علیه و سلم

يا أيها النبي اذا طلقتم النساء فطلقوهن في قبل عدتهن " و منها ان ابن عمر سئل اتعتد بتلک التطليقة ؟ قال فمه ؟ ارايت ان عجز و استحمق -

(للسنة) [بحواله جمع الفوائد ، امام محمد بن سليمان ، (ميرٹھ ١٣٢٥ھ) ج ١ ص ٢٣٢]

٥- حديث الحسن في اسناده عطاء الخراساني و هو مختلف فيه - قد وثقه الترمذي و قال النسائي و ابو حاتم لاباس به و كذبه سعيد ابن المسيب و ضعفه غير واحد و قال البخاري ليس فيمن روى عنه مالک من يستحق الترک غيره - و قال شعبة : كان نسيا - و قال ابن حبان كان من خيار عباد الله غير انه كان كثير الوهم ' سيئي الحفظ ، يخطئى و لايدري ، فلما كثر ذلک بطل الاحتجاج به - و ايضا الزيادة التي هي محل الحجة ' اعني قوله ' ارايت لو طلقتها الخ مماتفرد به عطاء و خالف فيها الحفاظ فانهم شاركوه في اصل الحديث و لم يذكروا الزيادة و ايضا في اسنادها شعيب ابن زريق الشامي و هو ضعيف - ( نيل الاوطار ، ج ٦ ص ٢٢١ ، ٢٢٢ )

٦- عن سهل بن سعد قال : لما لاعن اخو بني عجلان امراته قال : يا رسول الله ظلمتها ان امسکتها- هي الطلاق و هي الطلاق و هي الطلاق - ( رواه احمد )

٧- فلمافرغا قال عويمر : كذبت عليها يا رسول الله ان امسكتها فطلقها ثلاثا قبل ان يامره رسول الله صلى الله عليه و سلم - فكانت سنة المتلا عنين -

( ايضاً )

٨- واجاب القائلون بانها لا تقع الا واحدة فقط عن ذلک بان النبي صلى الله عليه و سلم انما سکت عن ذلک لان المتلاعنة تبين بنفس اللعان ' فالطلاق الواقع من الزوج بعد ذلک لا محل له - فكانه طلق اجنبية و لايجب انكار مثل ذلک فلايكون السكوت عنه تقريرا - ( ايضاً )

٩- عن ركانة ابن عبيدالله انه طلق امراته سهيمة البتة ، فاخبر النبي صلى الله عليه و سلم بذلک' فقال : و الله ما اردت الا واحدة' فقال رسول الله صلى الله عليه و سلم : ' و الله ما اردت الا واحدة ؟ '' قال ركانة و الله ما اردت الا واحدة - فردها اليه رسول الله صلى الله عليه و سلم ، و طلقها الثانية في زمان عمر رضـ ابن الخطاب ، و الثالثة في زمن عثمان رضـ

رواه الشافعي و ابو داؤد و الدار قطني و قال ابو داؤد : هذا حديث حسن صحيح - ( ايضاً )

۱۰- الحدیث اخرجه الترمذی ایضاً و صححه ، ایضاً ابن حبان و الحاکم - قال الترمذی لایعرف الامن هذا الوجه - و سالت محمدا عنه ' یعنی البخاری فقال : فیه اضطراب انتهی و فی اسناده الزبیر ابن سعید الهاشمی و قد ضعفه غیر واحد و قیل انه متروک و ذکر الترمذی عن البخاری انه یضطرب فیه - تارة یقال فیه ثلاثا و تارة قیل واحدة - و اصحها انه طلقها البتة و ان الثلاث ذکرت فیه علی المعنی - قال ابن کثیر : لکن قد رواه ابو داؤد من وجه آخر و له طرق اخر فهو حسن انشاء الله و قال ابن عبدالبر فی التمهید : تکلموا فی هذا الحدیث- انتهی و هو مع ضعفه مضطرب و معارض اما الاضطراب فکما تقدم و قد اخرج احمد انه طلق رکانة رض امرائه فی مجلس واحد ثلاثا فحزن علیها - و روی ابن اسحق عن رکانة انه قال یا رسول‌الله انی طلقتها ثلاثا قال قد علمت ، ارجعها ، ثم تلا - اذا طلقتم النساء - الایة - اخرجه ابو داؤد ( ایضاً )

---

## مرکزی ادارهٔ تحقیقات اسلامی

مندرجه ذیل مطبوعات عنقریب پیش کر رها ہے

اردو

۱ - الرسائل القشیریه

(علم تصوف کے اولین مصنف امام قشیری رح کے تین نادر رسالے ' مع اردو ترجمه و مقدمه)

انگریزی

1. Islamic Methodology in History
2. Political thought of Ibn Taymiyah
3. The Quranic Concept of History
4. International Agreements of the Prophet
5. Islam and Secularism in Post Kamalist Turkey
6. A Comparative Study of Islamic Law of Divorce
7. Al-Kindi, the Philosopher of the Arabs